فسخِ نکاح بسبب تنگیٔ نفقہ

محترمہ عفت طاہرہ
پرنسپل، یوسف پبلک گرلز ہائی اسکول،
باغبانپورہ، لاہور۔

دین اسلام میں زوجین کے باہمی حقوق وفرائض کو بڑے جامع اور مدلل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ کہیں بھی ایسا نہیں ہے کہ کسی ایک فریق کی حق تلفی ہو محض اس وجہ سے کہ وہ نکاح کے ذریعے ایک دوسرے کیلئے قید ہوگئے ہیں۔ یہی وجہ ہے مرد اور عورت کے جداگانہ طبعی میلانات اور جنسیاتی اختلافات کے پیش نظر دونوں کے الگ الگ وظائف مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ ایک مرد جب کسی عورت کو بذریعہ نکاح اپنے حق میں قبول کرتا ہے تو وہ اس کے ساتھ ہی اس کے تمام اخراجات مثلاً کھانے، پینے اور رہائش وغیرہ کیلئے ذمہ دار ٹھہرتا ہے۔ بیوی کے اس حق کو شریعت میں ''نفقہ کا حق'' کہتے ہیں جو مرد پر قرآن وسنت واجماع کی روشنی میں واجب ہے۔ اسی حق کی ادائیگی کی وجہ سے مرد کو ''قوام کا درجہ'' حاصل ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ۔(۱)
(ترجمہ): مرد عورتوں کیلئے نگران مقرر کئے گئے ہیں۔

اگر کسی وجہ سے ایسے حالات ہوتے ہیں کہ مرد اپنی بیوی کو نان ونفقہ ادا کرنے سے قاصر ہے یا ادا کرنے میں مالی حیثیت رکھنے کے باوجود کوتاہی برتتا ہے؟ تو کیا عورت کو اس وجہ سے اپنے خاوند سے علیحدگی کا اختیار حاصل ہے یا نہیں؟ آئندہ سطور میں اسی معاملہ کا شرعی وفقہی حیثیت سے جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

نفقہ کی تعریف:

نفقہ کے لغوی معنی خرچ کرنا، نکال دینا کے ہیں فقہی اصطلاح میں نفقہ کے معنی اُس خرچ کی ذمہ داری ہے جو شوہر پر عائد ہوتی ہے اس میں روٹی، سالن، لباس، گھر اور دوسری متعلقہ اشیاء مثلاً پانی، تیل اور روشنی وغیرہ شامل ہیں۔(۲)

ابن نجیم نفقہ کی وضاحت اس طرح پیش کرتے ہیں:

امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں: فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد بن حسن کا ہے

''نفقہ کے لفظی معنی اخراج کے ہیں۔ لغت میں نفقہ اس شئے کو کہتے ہیں جو آدمی اپنے عیال وغیرہ پر خرچ کرتا ہے۔'' (۳)

عین الہدایہ کے مطابق:

''نفقہ وہ روزینہ جو زندگی باقی رکھنے کیلئے برابر جاری رہے۔'' (۴)

مجموعہ قوانین اسلام میں نفقہ کی وضاحت یوں درج ہے:

نفقہ زوجہ کا معاوضہ ہے جس میں خوراک، لباس اور مکان شامل ہیں۔ (۵)

نفقہ کی شرعی حیثیت:

نفقہ کی شرعی حیثیت امر واجب کی ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ نفقہ کا مہیا کرنا خاوند، باپ یا آقا پر واجب ہوتا ہے۔ نفقہ کا واجب ہونا قرآن وسنت حدیث اور اجماع سے ثابت ہے۔ (۶)

نفقہ کا وجوب قرآن کی اس آیت سے ثابت ہے:

لِيُنفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّن سَعَتِهٖ ط وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنفِقْ مِمَّا اٰتٰهُ اللّٰهُ ط لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَا اٰتٰهَا ط سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا o (۷)

''خوشحال آدمی اپنی خوشحالی کے مطابق خرچ کرے اور جس کو کم رزق دیا گیا ہے وہ اسی مال میں سے خرچ کرے جو اللہ نے اُسے دیا ہے۔ اللہ نے جس کو جتنا کچھ دیا ہے اس سے زیادہ کا وہ اسے مکلف نہیں کرتا۔ بعید نہیں کہ اللہ تنگ دستی کے بعد فراخ دستی بھی عطاء فرمائے گا۔''

شریعت اسلام نے زوجہ کا نان نفقہ ہر صورت میں، خواہ وہ تنگی کا زمانہ ہو یا خوشحالی کا، شوہر کے لئے لازم قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ (۸) اور انہیں تنگ کرنے کیلئے تکلیف نہ پہنچاؤ۔

نفقہ کو مرد کے ذمے ٹھہرانے کی وجہ، مرد کا ''قوام'' ہونا بھی ہے۔ مرد کی جسمانی قوت کے پیش نظر اس کے سپرد یہ کام لگایا ہے کہ وہ مشقت سے روزی کمائے اور اپنے گھر کی ذمہ داری کو بخوبی نبھائے۔ اس سلسلے میں بھی دین اسلام نے شوہر کو اختیار دیا کہ وہ اپنی مالی حالت کے مطابق اپنی

☆ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۶۴ ہجری اور سن وصال ۲۴۱ ہجری ہے ☆

عورتوں کی ضروریات کا خیال رکھے۔

ارشادِ الٰہی ہے:

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ. (۹)

''(عورتوں) کو اپنے مقدور کے مطابق وہیں رکھو جہاں تم خود رہو''

جیسے نفقہ کا وجوب قرآنِ کریم سے ثابت ہے، ویسا ہی حدیث سے بھی ثابت ہے۔

عن ابی مسعود الانصاری عن النبی صلی الله علیه وسلم قال اذا انفق المسلم نفقة علی اهله وهو یحتسبها کانت له صدقة (۱۰)

''ابومسعود انصاری سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان آدمی اپنی جورو، بال بچوں پر اللہ کا حکم ادا کرنے کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو اس میں اس کو صدقہ کا ثواب ملے گا۔''

ایک اور روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیر الصدقة ما کان من ظهر غنی و أبدا لمن تعول (۱۱)

''بہترین صدقہ وہی ہے جس کو دینے پر آدمی مالدار رہے اور پہلے ان لوگوں کو دے جو تیری پرورش میں ہیں۔''

''عقلی طور پر بیوی کے نفقہ کا وجوب اس طرح ہے کہ وہ خاوند کے حق کے طور پر اس کی قید میں ہے۔ اس حق کی وجہ سے وہ باہر نکل کر کمانے سے منع کی گئی ہے۔ دوسری یہ کہ اس کے قید نکاح کا نفع خاوند کو ہی لوٹ رہا ہے۔ لہٰذا اس کی کفالت بھی خاوند ہی کے ذمے ہونی چاہئے۔'' (۱۲)

''بدائع الصنائع میں نفقہ کے بارے میں ایک روایت ملتی ہے۔'' ایک آدمی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ عورت کا خاوند پر کیا حق ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب خود کھائے تو اُسے بھی کھلائے۔ تو جب خود پہنے تو اس کو بھی پہنائے۔ اس کو مستقل طور پر نہ چھوڑے سوائے اس کے، بطور تادیب، رات کو بستر سے الگ رکھے، اسے کسی قسم کا ضرر نہ پہنچائے اور نہ ہی اس کی برائی بیان کرے۔'' (۱۳)

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو پوری امت کا اس سلسلے میں اجماع ہے کہ خاوند پر بیوی کا نفقہ واجب ہے۔ اس سلسلے میں محمود نسفی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ویجب لهن من الحق على الرجال من المهر والنفقة وحسن العشرة. (۱۴)

مردوں پر عورتوں کا یہ حق ہے کہ وہ ان کو مہر دیں، نان ونفقہ دیں ادر (ان سے) حسن سلوک کریں۔

نفقہ کے واجب ہونے کے متعلق چند اسباب ہیں۔ قدوری نے فرمایا: ''زوجہ کے واسطے شوہر پر نفقہ واجب ہے خواہ وہ مسلمہ ہو ذمیہ ہو یا کتابیہ ہو۔ جب وہ زوجہ اپنی ذات کو شوہر کے گھر میں سپرد کر دے تو شوہر پر اس کا نفقہ لباس وسکونت واجب ہو جاتا ہے۔'' اقطع نے شرح قدوری میں فرمایا: ''نفقہ کے واجب ہونے کیلئے قرآن میں اللہ نے یہ حکم دے دیا کہ وسعت والا بقدر اپنی وسعت کے، نفقہ دے۔ نیز یہ کہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کا کھانا، کپڑا بطور اعتدال واجب ہے۔ اس دلیل سے بھی نفقہ واجب ہے کہ نفقہ، روکنے کا عوض ہے۔ تو جو کوئی بھی دوسرے کے حق مقصود کی وجہ سے محبوس ہے تو خاوند پر نفقہ واجب ہے۔ زوجہ خواہ مسلمان ہو، کافرہ ہو، مالدار ہو یا فقیرہ ہو، خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخلوہ، سب کے لئے نفقہ واجب ہوگا۔ (۱۵)

نفقہ کی مقدار:

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ نفقہ کس حساب سے ہوگا تو نفقہ کی مقدار میں شوہر و زوجہ دونوں کے حال کا اعتبار ہے۔ اگر شوہر فقیر ہو اور زوجہ رئیسہ ہو تو درمیانے درجے کا نفقہ لازم ہوگا پھر مرد فقیر جو کچھ ادا نہ کر سکے تو وہ اس پر قرض رہے گا۔ قدوری نے لکھا ہے ''جب دونوں خوشحال ہوں تو آسودگی کا نفقہ واجب ہوگا۔ اگر دونوں تنگدست ہوں تو تنگی کا نفقہ واجب ہوگا۔ اگر زوجہ فقیرہ ہو اور شوہر مالدار ہو تو فقیرہ عورتوں سے بڑھ کر اور مالدار عورتوں سے گھٹ کر نفقہ واجب ہوگا۔'' شیخ کرخی نے فرمایا کہ ''صرف شوہر کے حال کا اعتبار ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے: ''چونکہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ وسعت والا اپنی حیثیت کے مطابق نفقہ دے اور یہی قول آئمہ حنفیہ سے بھی ظاہر

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

ہے۔ اس بات کی تائید میں یہ حدیث مبارکہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ:

''أن هنده بنت عتبه قالت یارسول الله ان أبا سفیان رجل شحیح ولیس یعطینی ما یکفینی وولدی الا ما أخذت منه وهو لا یعلم فقال (خذی ما یکفیک وولدک بالمعروف'' (۱۶)

''ہندہ عتبہ کی بیٹی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ ابو سفیان (میرا خاوند) بخیل آدمی ہے اور میری ضرورت کے موافق میرا اور میری اولاد کا خرچہ نہیں دیتا مگر میں اس کو خبر کئے بغیر کچھ لے لیتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دستور کے مطابق اتنا لے لے جو تجھ کو اور تیری اولاد کو کافی ہو۔''

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف عورت کے حال کا اعتبار کیا ہے اور مرد کو بقدر وسعت، نفقہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نفقہ کی کوئی مقدار مقرر نہیں، خاوند پر اس کی موجودہ حیثیت کے مطابق اس کا اطلاق ہوگا۔

کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں بیان ہے:

''خاوند پر واجب ہے کہ وہ بیوی کے کام کی نوعیت کے مطابق ضروری سامان مہیا کرے اسی طرح کھانے پکانے کا سامان انگیٹھی، ڈوئی اور چمچہ وغیرہ حسب ضرورت فراہم کرے۔'' (۱۷)

مقدارِ نفقہ کے متعلق بدائع الصنائع میں یوں درج ہے:

''خاوند پر سال میں گرمی اور سردی کے دو جوڑے مہیا کرنا بھی واجب ہے کیونکہ جس طرح اُسے کھانے پینے کی احتیاج ہے، اُسی طرح جسم کو ڈھانپنے کیلئے، اور سردی گرمی سے بچنے کیلئے کپڑے کی بھی ضرورت ہے۔ کپڑے کا معیار خاوند کی فراخی اور تنگی اور موسم کی گرمی اور سردی کے لحاظ سے مختلف ہوگا۔ ''کتاب النکاح'' میں مذکور ہے کہ تنگدست خاوند پر ماہانہ پانچ درہم اور دولتمند پر ماہانہ دس درہم لازم ہیں تو اس کا اعتبار ان حالات میں ہے جب بھاؤ میں کمی بیشی نہ ہو رہی ہو۔ (۱۸)

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

نفقہ کا عدم وجوب:

درج ذیل صورتوں میں عورت کا نفقہ شوہر کے ذمے واجب نہیں ہوتا۔

- اگر شوہر بلاتا ہو اور زوجہ واپس اپنے گھر میں نہ آتی ہو یا سسرال میں دونوں میں خلوت نہ ہوتی ہو تو نفقہ واجب نہ ہوگا۔ ماسوائے اس صورت کہ وہ ایسی بیمار ہو کہ اس کا لانا ڈولی یا سواری وغیرہ میں ممکن نہ ہو تو وہ نفقہ کی مستحق ہے۔
- گیارہ عورتوں کا نفقہ زوج پر واجب نہیں، اس عورت کا جس نے خاوند کے بیٹے کا بوسہ لیا اور منکوحہ بنکاح فاسد کا اور اس لونڈی منکوحہ کا جس کے مولی نے اس کے واسطے علیحدہ مکان رہنے کو نہیں دیا اور زوجہ صغیرہ کا جو لائق وطی اور خدمت اور موانست کے نہیں اور نفقہ واجب نہیں اس زوجہ کا جو نکل گئی ہو خاوند کے گھر سے ناحق بلا عذر شرعی اور ایسی عورت کو شرع میں ناشزہ کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ زوج کے گھر میں پھر آوے تو ناشزہ نہ رہے گی۔ اور بعد مسافرت کر جانے زوج کے گھر میں آئی ہو بخلاف شافعی مذہب کے۔''

فتاویٰ عالمگیری میں درج ہے:

> ''اگر عورت ایسی صغیرہ ہے کہ اس کے مثل سے وطی نہیں کی جاسکتی اور جماع کے لائق نہیں ہے تو ہمارے نزدیک اس کے واسطے نفقہ نہ ہوگا یہاں تک کہ اس کی حالت ایسی ہو جاوے کہ وہ جماع کو برداشت کر سکے۔ اگر عورت نے نشوز (نافرمانی) کی تو اس کے واسطے کچھ نفقہ نہ ہوگا۔''(۱۹)

- اگر عورت نے نافرمانی یا سرکشی کی تو نفقہ نہ ہوگا کیونکہ اس نے اپنا محتبس ہونا اپنی طرف سے دور کیا۔ یعنی نفقہ اس کے احتباس پر واجب تھا۔ تو اُس نے احتباس خود کھویا لہٰذا نفقہ بھی گیا۔ اگر اس نے سرکشی چھوڑ دی تو نفقہ اس پر واجب ہوگا۔(۲۰)
- جب کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر حج کو جائے الا یہ کہ حج واجب ہو۔(۲۱)
- جب کہ عورت کاریگر یا ملازم ہو اور شوہر کے منع کرنے کے باوجود گھر سے باہر رہتی ہو۔(۲۲)
- جب عورت قید میں ہو۔ البتہ شوہر کے قید میں ہونے کے سبب عورت اپنے نفقہ سے محروم نہ ہوگی۔
- فساد نکاح ظاہر ہو جانے پر۔
- جب عورت مرتد ہو جائے۔ تفریق عورت کی معصیت کے سبب ہو۔
- بوجہ وفات عدت میں ہو۔(۲۳)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

تفریق بسبب تنگیٔ نفقہ:

نفقہ کے وجوب اور عدم وجوب کے بعد اب اس پہلو کا جائزہ پیش ہے کہ، کیا تنگیٔ نفقہ کے سبب زوجین میں تفریق کرادی جائے گی۔ فقہاء کے مابین اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک: اگر خاوند نفقہ سے عاجز ہے تو قاضی زوجین کے درمیان نفقہ سے عاجز ہونے کے سبب تفریق نہ کرائے گا بلکہ زوجہ اپنے مال میں سے نفقہ لے گی یا شوہر کے نام پر قرض لے کر گزارہ کرے گی۔ یہاں تک کہ اس کا شوہر فارغ البال ہو جائے۔ لہٰذا ''**العجز عن الاتفاق لا یوجب الفراق**'' (قاضی زوجین کے درمیان تفریق نہ کرائے گا، اگر شوہر نفقہ دینے سے عاجز ہو) محض نفقہ کی معذوری تفریق کا موجب نہیں بن سکتی۔ (۲۴)

دلائل احناف:

وہ اپنے اس قول کی دلیل میں قرآن کی حسب ذیل آیت پیش کرتے ہیں:

لِیُنۡفِقۡ ذُوۡ سَعَۃٍ مِّنۡ سَعَتِہٖ ط وَمَنۡ قُدِرَ عَلَیۡہِ رِزۡقُہٗ فَلۡیُنۡفِقۡ مِمَّاۤ اٰتٰہُ اللّٰہُ ط لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ..... (الطلاق: ۶۵:۷)

وسعت رکھنے والے کو چاہئے کہ وہ اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے جو اللہ نے اس کو عطا کی ہے۔ اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی توفیق کے مطابق اللہ جلدی ہی تنگی کے بعد آسانی پیدا کرے گا۔

دوسری دلیل احناف یہ دیتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کچھ لوگ فارغ البال بھی تھے اور تنگدست بھی، مگر دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی بھی ایسی مثال موجود نہیں کہ شوہر کی عسرت و تنگدستی یا نفقہ نہ دینے کی وجہ سے تفریق کر دی گئی ہو۔ لہٰذا شوہر اگر فارغ البالی کے باوجود نفقہ دینے سے گریز کرے تو احناف کے نزدیک قاضی تفریق کا حکم کرنے کی بجائے شوہر کو قید کر کے اس کا مال فروخت کر کے عورت کو نفقہ دلائے۔ اگر عدم فراہمی نفقہ، عسرت و تنگدستی کے سبب ہو تو شوہر کو مہلت دی جائے تاکہ وہ فارغ البال ہو کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ وہ تنگی کے بعد فراغت عطاء کریگا۔ (۲۵)

ظاہریہ کے نقطہ نظر سے ''عورت اگر مالدار ہے اور مرد نفقہ دینے سے عاجز ہے تو عورت کو چاہئے کہ اپنے پاس سے نفقہ کا انتظام کرے۔ (۲۶)

جو شخص اپنی زوجہ کو نفقہ دینے سے عاجز ہو تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تفریق نہ ہوگی۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک تفریق کی جائے گی۔ یہی امام مالک رحمہ اللہ و احمد کا قول ہے۔ دارقطنی نے سعید ابن مسیب سے روایت کی ''اگر کوئی شخص اپنی جورو کو نفقہ نہ دے سکے تو دونوں میں تفریق کر دی جائے گی۔ سفیان ثوری نے ابوالزناد سے روایت کی ''میں نے سعید ابن مسیّب سے پوچھا: اگر ایک مرد اپنی زوجہ کو نفقہ نہیں دے سکتا تو کیا دونوں میں جدائی کر دی جائے گی؟ فرمایا: ہاں! میں نے پوچھا، کیا یہ سنت ہے؟ فرمایا: ہاں یہ سنت ہے۔ دارقطنی اور ابن ہمام نے کہا اس سے مراد سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی اور مرسل صحیح بھی بالاتفاق حجت ہے، اور جو دلیل قیاسی، امام شافعی رحمہ اللہ نے بیان کی، یعنی جو شخص نفقہ نہیں دے سکتا اس کو عنین پر قیاس کیا تو وہ بدرجہ اولیٰ اس لائق ہے کیونکہ بغیر وطی کے جسم باقی رہتا ہے اور بغیر روزی کے نہیں باقی رہتا اور عنین میں بالاتفاق فسخ جائز ہے۔ حالانکہ وطی کی منفعت دونوں میں مشترک ہے تو جب مشترک میں یہ جائز ہے تو نفقہ میں جو عورت کے ساتھ خاص ہے بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔ اور علیٰ ہذا القیاس اگر آدمی اپنے غلام کو نفقہ نہ دے سکے تو اس کو حکم دیا جائے گا کہ فروخت کرے اور جب زوجہ کو نفقہ نہ دے سکے تو بدرجہ اولیٰ جدائی لازمی ہوگی۔ (۲۷)

مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ اس امر پر متفق ہیں۔ اگر شوہر تنگدست ہو اور زوجہ کو نفقہ نہ دیتا ہو اور اس کی عورت کو صبر نہ ہو تو اس عورت کو معاملہ عدالت میں پہنچانے کا اختیار ہے۔ عدالت یا تو شوہر کو نفقہ دینے پر مجبور کرے گی یا فسخ نکاح کر دیا جائے گا۔ ائمہ ثلاثہ کی دلیل یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے

''فَاِمۡسَاکٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِیۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ'' (۲۸)

''بھلے طریقے سے روک لو یا معروف طریقے سے رخصت کر دو۔''

فرما کر شوہر کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی بیویوں کو معروف طریقے سے روک رکھیں ورنہ بہتر (معروف) طریقے سے رخصت کر دیں۔ لہٰذا جب مرد عورت کو معروف طریقے پر روک رکھنے پر قادر نہ ہو (اس کے نان ونفقہ کا خیال نہ رکھ سکے) تو اسے چاہئے کہ وہ عورت کو طلاق دے کر علیحدہ کر دے۔ (۲۹)

ہمارے نزدیک حاکم عدالت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ دیکھے کہ مستقبل قریب میں معاش کا کوئی امکان ہے؟ اگر امکان موجود نہ ہو اور تنگی کی بناء پر اس امر کا اندیشہ ہو کہ عورت معصیت میں مبتلا ہو جائے گی تو حاکم عدالت پر لازم ہوگا کہ وہ زوجین میں تفریق کرا دے۔ ایسی تفریق جو عدم

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

ادائی نفقہ کی بناء پر ہوگی طلاق رجعی کے حکم میں داخل ہوگی۔ اگر شوہر دورانِ عدت اس امر کا قرار واقعی ثبوت پیش کر دے کہ وہ صاحب فراغت ہے اور زوجہ کو نفقہ دینے پر قادر ہے یا نفقہ دینے کیلئے آمادہ ہے، تو اسے اپنی زوجہ سے رجوع کرنے کا حق ہوگا بشرطیکہ عدت کی مدت ختم نہ ہوئی ہو۔ (۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مسلمانوں کیلئے عمدہ نمونہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دولتمند نہ تھے لیکن اپنی حیثیت کے مطابق اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتے تھے۔ اہل خانہ نے جب دوسرے لوگوں کی عورتوں کو زیادہ خوشحال زندگی گزارتے دیکھا تو انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اخراجات کا مطالبہ کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو اختیار دے دیا کہ اگر وہ چاہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو آپ دونوں تشریف لائے اور اپنی اپنی بیٹیوں یعنی حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کو ڈانٹا کہ وہ کیوں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خرچ کے لئے تنگ کرتی ہیں۔ (۳۱)

ایسا خاوند جو بیوی کے اخراجات پورے نہ کر سکے امام مالک نے ایسے خاوند کو ایک ماہ کی مہلت دینے کی سفارش کی ہے۔ جب کہ امام شافعی صرف تین دن کی مہلت دیتے ہیں۔ یعنی اگر تین دنوں کے دوران وہ بیوی کے اخراجات پورے نہ کرے یا کر سکنے کے قابل نہ ہو تو چوتھے دن ان کا نکاح فسخ کیا جا سکتا ہے۔ امام حماد نے کہا کہ ایسے خاوند کو اس مقصد کے لئے کم از کم ایک سال کی مہلت دینی چاہئے تا کہ وہ اس قابل ہو سکے کہ اپنی بیوی کے اخراجات احسن طریقے سے پورے کر سکے اور اس مدت کے دوران بیوی اس سے علیحدگی کا مطالبہ نہ کرے۔ ان فقہاء کے نزدیک عورت عدالت کا دروازہ اس مقصد کے لئے کھٹکھٹا سکتی ہے، اور عدالت ایسے شخص کو مجبور کر سکتی ہے کہ وہ بیوی کے اخراجات کا انتظام کرے یا وہ اسے اپنے سے علیحدہ کر دے۔ مختصر یہ کہ ان فقہاء کے نزدیک تنگدستی کی وجہ سے ایسے میاں بیوی کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے اس بارے میں امام احمد کا مسلک یہ ہے کہ ایسا معاملہ اگر عدالت میں لے جایا جائے تو یہ عدالت پر منحصر ہے کہ وہ چاہے تو ان کے نکاح کو فسخ کر دے یا چاہے تو خاوند کو طلاق دینے پر مجبور کرے۔ اس سلسلے میں ایک فقیہ عبداللہ بن حسن بصری کا مسلک یہ ہے کہ جب کوئی خاوند اپنی بیوی کے اخراجات پورے نہ کر سکتا ہو تو حاکم اسے قید میں ڈال سکتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی بیوی کے اخراجات پورے کرنے کی ذمہ داری قبول کر لے۔ ابن حزم کے نزدیک ''اگر بیوی خوشحال / مالدار ہے تو اسے اپنے خاوند پر خرچ کرنا چاہئے۔''

☆ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۶۴ ہجری اور سن وصال ۲۴۱ ہجری ہے ☆

شوہر اگر زوجہ کو چھ ماہ تک نفقہ فراہم نہ کرے یا نفقہ فراہم کرنے میں غفلت برتے تو ایسی صورت میں عدالت اس اطمینان کے بعد کہ شوہر بلاعذر شرعی زوجہ کو نفقہ دینے سے منکر ہے یا عملاً غفلت برتتا ہے، تفریق کا حکم جاری کرسکتی ہے۔نفقہ کی عدم فراہمی کے سبب عورت کے طلب تفریق کے حق کے بارے میں دوصورتیں ہیں۔ایک یہ کہ مرد اپنی تنگ دستی کے سبب نفقہ دینے سے عاجز اور مجبور ہے اور دوسری یہ کہ باوجود قدرت کے وہ نفقہ دینے سے منکر یا غافل ہے۔(۳۲)

میاں بیوی کا رشتہ مقدس رشتہ ہے جس کی بنیاد مودت ومحبت پر قائم ہے۔قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط (۳۳)

''وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔''

اسلام بنیادی طور پر اس امر کا خواہاں ہے کہ یہ رشتہ برقرار رہے۔انسان کی زندگی میں گرم سرد اچھے برے دن آتے رہتے ہیں۔اسلام ایسی صورت میں سب سے پہلے صبر کی تلقین کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جس خدا نے تمہیں تنگی دی ہے وہی کشادگی اور فراغت سے سرفراز فرمائے گا۔اس اخلاقی اپیل کے نتیجے میں اگر عورت مرد کی تنگ دستی اور نفقے کی عدم فراہمی پر صبر کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر عطا فرمائے گا۔لیکن جو عورت صبر نہ کرسکے اس کے متعلق چار نقطہ ہائے نظر ہیں۔(۳۴)

- ایک نقطۂ نظر یہ ہے کہ تنگ دستی کی بناء پر تفریق نہ کرائی جائے گی۔
- دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اگر زوجہ مالدار ہے تو اس میں سے اپنا خرچ اٹھائے اس نقطۂ نظر کے حامل ظاہریہ ہیں۔
- تیسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ حسب ذیل، دوصورتوں میں عورتوں کو حق تفریق حاصل ہے۔

(۱) مرد نفقہ دینے پر قادر ہو مگر نہ دے۔

(۲) مرد نے عورت کو یہ دھوکہ دے کر نکاح کیا ہو کہ وہ مالدار ہے حالانکہ وہ مفلس اور قلاش ہو۔

- چوتھا نقطۂ نظر یہ ہے کہ نفقے کی عدم فراہمی کی صورت میں عورت کو حق تفریق حاصل ہے۔ اس نقطۂ نظر کے حامل مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ ہیں۔(۳۵)

اسلامی ممالک میں رائج الوقت قوانین (عورت کا حق تفریق بسبب عدم فراہمی نفقہ)۔

اسلامی ممالک میں عدم فراہمی نفقہ کے سبب عورت کے حق طلب تفریق کو تسلیم کرلیا گیا

☆امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی☆

ہے۔اس کی وضاحت کے لئے متعلقہ قانون سے دفعات حسب ذیل ہیں:

(۱) مصر:

(دفعہ ۴ کے تحت) اگر شوہر زوجہ کو نفقہ دینے سے منع کرتا ہو اور اس کے پاس مال موجود ہو تو اس کے مال میں سے نفقہ جاری کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ اگر مال موجود نہ ہو اور اس شوہر کے بارے میں یہ کہا جاتا ہو کہ وہ تنگدست ہے یا فارغ البال، لیکن عورت کو نفقہ نہ دینے پر اصرار کرتا ہو تو قاضی فی الحال اس کے خلاف طلاق کا حکم دے گا۔ اگر شوہر کا نفقہ دینے سے ایسے معذوری کا ادعا ثابت نہ ہو تب بھی قاضی طلاق کا حکم دے گا۔ اگر معذوری ثابت ہو جائے تو اس کو مہلت دے گا جو ایک ماہ سے زیادہ نہ ہوگی۔

اگر اس مہلت کے باوجود اس کا نفقہ نہ دیا تو قاضی اس کے خلاف طلاق کا حکم دے گا۔ اس سے جو طلاق ہوگی وہ طلاق رجعی ہوگی اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنی زوجہ سے رجوع کرے جب کہ وہ اپنی فارغ البالی ثابت کرے اور دورانِ عدت نفقہ دینے پر راضی ہو۔ اگر اس کی فارغ البالی ثابت نہ ہوئی اور نفقہ دینے پر راضی نہ ہو تو رجوع کرنا صحیح نہ ہوگا۔ (۳۶)

(۲) شام:

زوجہ کو اختیار ہے کہ وہ تفریق کی درخواست کرے جب کہ شوہر موجود ہو اور اس کا مال ظاہر نہ ہو اور نفقہ دینے سے اس کی مجبوری ثابت نہ ہو۔ اگر شوہر کی مجبوری ثابت ہو جائے تو قاضی ایک مناسب مدت تک مہلت دے گا جو تین ماہ سے متجاوز نہ ہوگی۔ اگر شوہر نے نفقہ نہ دیا تو قاضی ان کے درمیان تفریق کرا دے گا جو بر بنائے عدم فراہمی نفقہ، قاضی کی تفریق، طلاق رجعی کے حکم میں ہوگی۔ (۳۷)

پاکستان میں رائج الوقت قانون (قانون از دواجِ مسلماناں ۱۹۳۹ء دفعہ (۲) کی ذیلی دفعہ (۲) کے تحت عورت کو اس صورت میں طلب تفریق کا حق دیا گیا ہے جب شوہر دو سال تک نفقہ دینے سے منکر رہا ہو اور اس نے فراہمی نفقہ سے غفلت برتی ہو)۔ (۳۸)

اگر عدالت شوہر کے نفقہ نہ دینے کی وجہ اور اس کے مالی حالات کا جائزہ لے کر اس نتیجہ

پر پہنچے کہ نفقہ نہ دینے کی جائز وجوہ موجود نہیں، اور شوہر بھی تنگدست نہیں تو عدالت کو بلا تاخیر تفریق کا حکم جاری کر دینا چاہئے۔ اگر شوہر تنگدستی کے باعث نفقہ دینے سے معذور ہو نیز یہ باور کرنے کی وجوہ موجود ہو کہ مستقبل قریب میں حصول معاش کا کوئی امکان موجود نہیں تو عدالت کو بلا کسی مہلت کے، تفریق کا حکم جاری کر دینا چاہئے۔ اگر معاش کا امکان نظر آئے تو زیادہ سے زیادہ تین ماہ تک مہلت دی جا سکتی ہے۔ اگر تین ماہ کے بعد بھی اپنی فارغ البالی اور زوجہ کو نفقہ دینے کی استطاعت اور آمادگی ظاہر/ ثابت نہ کر سکے تو عدالت کو تفریق کا حکم جاری کر دینا چاہئے۔ (۳۹)

لاہور کے ایک مقدمہ فضل بی بی بنام محمد اعظم (مندرجہ پی۔ایل۔ڈی ۱۹۵۶ء، ص ۲۲۷) میں قرار دیا ہے کہ عورت کو عدم ادائیگی نفقہ کی بناء پر یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ جائز وجوہ کی بناء پر شوہر سے علیحدہ رہ کر وہ نفقہ پانے کی مستحق تھی اور شوہر نے دو سال تک نفقہ دینے سے غفلت برتی یا انکار کیا ہے۔ (۴۰)

ایک اور مقدمہ مندرجہ پی۔ایل۔ڈی ۱۹۵۲ء لاہور، صفحہ ۴۶۰ میں بھی قرار دیا گیا ہے کہ اگر شوہر عورت کے رویے کے سبب اس کا نفقہ ادا کرنے کے لئے ذمہ دار نہ ہو تو اس کو تفریق کا حق حاصل نہ ہوگا۔

(پی۔ایل۔ڈی ۱۹۵۷ء) عورت نفقہ نہ ادا کرنے کی بناء پر تنسیخ نکاح کی اس وقت مستحق ہوگی جب یہ ثابت کر دیا جائے کہ وہ نفقہ پانے کی مستحق تھی۔ (۴۱)

خلاصہ بحث:

خلاصہ یہ ہے کہ عورت کا نفقہ خاوند پر ہر حال میں واجب ہے۔ اگر وہ اس ذمہ داری کو ادا نہ کرے تو قانون اس کو ادا کرنے پر مجبور کرے گا اور بصورت انکار یا بصورت عدم استطاعت، اس کا نکاح فسخ کر دے گا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

حوالہ جات

۱۔ قرآنِ حکیم، النساء ۴: ۳۴۔

۲۔ عبدالرحمٰن الجزیری، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، محکمہ اوقاف، پنجاب، ج ۴، ص 1015۔

۳۔ ابن نجیم، بحرالرائق، مطبع مصر ۱۳۱۱ھ، ج ۴، ص ۱۸۸۔

۴۔ سید امیر علی، عین الھدایہ، باب النفقہ، مطبوعہ امجد اکیڈمی، اردو بازار لاہور، ج ۲، ص ۳۳۲۔

۵۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، مجموعہ قوانین اسلام، مطبوعہ مرکزی ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، کراچی، ج ۱، ص ۳۰۷ (قانون ازدواج)۔

۶۔ عبدالرحمٰن، الجزیری، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، محکمہ اوقاف، پنجاب، ج ۴، ص ۱۰۱۴۔

۷۔ قرآنِ حکیم، الطلاق ۲۵: ۷۔

۸۔ قرآنِ حکیم، الطلاق ۲۵: ۶۔

۹۔ ایضاً۔

۱۰۔ ابوعبداللہ بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، ترجمہ، علامہ وحیدالزماں، کتاب النفقاتِ حدیث، ۳۱۹، مکتبۂ رحمانیہ، اقراء پبلشرز، اردو بازار لاہور، ج ۳، ص ۱۹۱۔

۱۱۔ ابوعبداللہ بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، ترجمہ علامہ وحیدالزماں، کتاب النفقات حدیث، ۳۱۹، مکتبۂ رحمانیہ، اقراء پبلشرز، اردو بازار لاہور، ج ۳، ص ۱۹۲۔

۱۲۔ علامہ ابوبکر علاؤ الدین الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ترجمہ مطبوعہ، مرکزِ تحقیق، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور، ج ۴، ص ۴۸۔

۱۳۔ علامہ ابوبکر علاؤ الدین الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ترجمہ مطبوعہ، مرکزِ تحقیق، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور، ج ۴، ص ۴۷، ۴۸۔

۱۴۔ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی، تفسیر القرآن الجلیل المسمیٰ بمدارک التنزیل وحقائق التاویل، طبع، الحمرا آرٹ پرنٹرز، ج ۱، ص ۱۴۷۔

۱۵۔ سید امیر علی، عین الھدایہ، مطبوعہ امجد اکیڈمی، اردو بازار لاہور، باب النفقہ، ج ۲، ص ۳۳۲۔

۱۶۔ ابوعبداللہ بن اسماعیل بخاری، بخاری شریف، ترجمہ علامہ وحیدالزماں، مکتبۂ رحمانیہ، اقراء پبلشرز، اردو بازار لاہور، ج ۳، ص ۱۹۸، حدیث: ۳۳۲۔

☆ اترکوا قولی بخبر الرسول ﷺ ☆ حدیث شریف کے مقابل میرے قول کو چھوڑ دو (ابوحنیفہ) ☆

۱۷۔ عبدالرحمٰن، الجزیری، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، محکمہ اوقاف، پنجاب، ج ۴، ص ۱۰۱۹۔
۱۸۔ علامہ ابوبکر علاء الدین الکاسانی، متوفی ۵۸۴ھ، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ترجمہ مطبوعہ مرکز تحقیق، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، ج ۴، ص ۶۶۔
۱۹۔ امیر سید علی، فتاویٰ عالمگیری، قانونی کتب خانہ، کچہری روڈ لاہور، ج ۲، ص ۵۸۳۔
۲۰۔ سید امیر علی، عین الہدایہ، مطبوعہ امجد اکیڈمی، اردو بازار لاہور، ج ۲، ص ۳۳۴۔
۲۱۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، مجموعہ قوانین اسلام، مطبوعہ، مرکزی ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، کراچی، ج ۱، ص ۳۱۲۔
۲۲۔ ایضاً۔
۲۳۔ ایضاً، ص ۳۱۳۔
۲۴۔ داماد آفندی، مجمع الانہر، مطبوعہ مصر ۱۳۱۹ھ، ج ۱، ص ۴۹۸۔
۲۵۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، مجموعہ قوانین اسلام، مطبوعہ، مرکزی ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، کراچی، ج ۲، ص ۷۰۷۔
۲۶۔ ابن حزم، المحلی، مطبوعہ مصر ۴۵۶ھ، ج ۱۰، ص ۹۲۔
۲۷۔ سید امیر علی، عین الہدایہ، مطبوعہ، امجد اکیڈمی، اردو بازار لاہور، ج ۲، ص ۲۴۲، ۲۴۳۔
۲۸۔ قرآنِ حکیم، البقرۃ ۲: ۲۲۹۔
۲۹۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، مجموعہ قوانین اسلام، ج ۲، ص ۷۰۹، دفعہ ۱۳۲۔
۳۰۔ ایضاً۔
۳۱۔ قاضی محمد بن علی بن محمد الشوکانی، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار، (ترجمہ) پروفیسر رفیع اللہ، احکام الاحادیث، مطبع الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور، ج ۳، ص ۵۳۱۔
۳۲۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، مجموعہ قوانین اسلام، ج ۲، ص ۷۰۴، دفعہ ۱۳۲۔
۳۳۔ قرآنِ حکیم، البقرۃ ۲: ۱۸۷۔
۳۴۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، مجموعہ قوانین اسلام، ج ۲، ص ۷۰۵۔
۳۵۔ ایضاً، ج ۲، ص ۷۰۶۔
۳۶۔ ایضاً، ج ۲، ص ۷۱۰، ۷۱۱۔
۳۷۔ ایضاً، ج ۲، ص ۷۱۱۔
۳۸۔ ایضاً، ج ۲، ص ۷۱۲۔
۳۹۔ ایضاً، ج ۲، ص ۷۱۵۔
۴۰۔ ایضاً، ج ۲، ص ۷۱۴۔
۴۱۔ ایضاً۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا